عالمی سیاست

ڈاکٹر محمد حماد لکھوی☆

آبادی اور ترقی

محدث کے گذشتہ شمارے میں 'فیملی پلاننگ سے مغربی مفادات' کے موضوع پر ایک مضمون شائع کیا گیا تھا، اسی مضمون میں پیش کردہ بعض نکات کی مزید تصدیق وتکمیل کیلئے حسب ِذیل مقالہ خصوصی اہمیت رکھتا ہے۔ اس مقالہ میں مغربی مفکرین کے خیالات کی روشنی میں ترقی اور نشو ونما کے باب میں آبادی کے مثبت کردار کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ یہ مختصر جائزہ صاحبانِ فکر ودانش کے لئے واقعتاً چشم کشا ہے، اور ہمارے اربابِ اقتدار کو سنجیدہ غور وفکر کی دعوت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی قومی پالیسیاں قومی مفاد میں بنانے کی توفیق دے۔ ح م

اسلام کا تصورِ فلاح 'دین ودنیا' دونوں کو شامل ہے!

﴿وَكَأَيِّن مِن دَابَّةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللهُ يَرْزُقُهَا، وَإِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمِ﴾ (العنکبوت:٦٠)

''اور کتنے ہی جاندار (زمین پر) ایسے ہیں جو اپنی روزی اُٹھائے نہیں پھرتے، ان کو بھی اللہ رزق دیتا ہے اور تم کو بھی۔ اور وہ بہت سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

'اسلام' انسانی فلاح وترقی کا جو تصور پیش کرتا ہے، اس کی اساس انسانی زندگی کے بارے میں 'یک حیاتی' کی بجائے اس کا 'دو حیاتی' نقطہ نظر ہے کہ تمام مفادات و وسائل اور منازل کا حصول اگرچہ اس حیاتِ دنیوی میں بھی اہم ہے لیکن فلاح وترقی کی اصل حقیقت حیاتِ اُخروی کی حتمی منزل کے ساتھ منسلک ہے۔ چنانچہ اس دنیا میں مادّی وسائل کے حصول کی خاطر معاشی جدو جہد کو نہ صرف جائز قرار دیا گیا ہے بلکہ انسانی فطرت کو ملحوظ رکھتے ہوئے معاشی وسائل کو اللہ کا فضل قرار دے کر اس سلسلے میں محنت وکاوش کی ترغیب بھی دلائی گئی ہے۔ لیکن چونکہ اصل اور حتمی کامیابی وترقی کا تعلق دوسری زندگی سے ہے، لہٰذا مادّی وسائل کی دوڑ

☆ پروفیسر ادارۂ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

مقالہ برائے 'انٹرنیشنل علما کانفرنس ٢٠٠٥ء'، اسلام آباد ٤ تا ٦ رمئی ٢٠٠٥ء زیر اہتمام: وزارتِ بہبود آبادی پاکستان

www.KitaboSunnat.com

اور ایسی سرگرمیوں کی تحدید بھی کی گئی ہے جو حتمی کامیابی کی راہ میں رکاوٹ کا باعث ہوں، تاکہ مقصدِ انسانی کا حصول اور منزلِ حقیقی تک رسائی ممکن ہو سکے۔ اس طرح دونوں زندگیوں کے امتزاج پر مشتمل تصورِ فلاح کی بنا پر انسانی طرزِ عمل اور جدوجہد میں ایسا فطری توازن اور اعتدال پیدا ہو جاتا ہے جس میں کسی افراط وتفریط کی گنجائش نہیں رہتی۔

لیکن اگر انسانی زندگی اور معاشی جدو جہد سے حیاتِ اُخروی کا عنصر خارج کر دیا جائے تو اس توازن و اعتدال میں ایسا بگاڑ پیدا ہوتا ہے کہ معاشی مفادات اور مادّی وسائل کے اعتبار سے بلندیوں کو چھو لینے کے باوجود حقیقی فلاح و ترقی سے محرومی انسان کا مقدر بن سکتی ہے۔

قرآن میں اسی حقیقت کی نشاندہی کرتے ہوئے سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر ۱۴ میں مادّی ساز و سامان اور وسائل وسہولیات کی ایک لمبی فہرست کا تذکرہ کر کے ان کے فوائد و جواز کے باوجود اصل کامیابی کے مقابلے میں انہیں کمتر قرار دیا گیا۔ اور پھر فرمایا:

﴿قُلْ أَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّن ذَٰلِكُمْ﴾[۱]

''آپ کہہ دیجئے! کیا میں تمہیں اس سے بہت ہی بہتر چیز بتاؤں؟''

ان جائز دنیوی نعمتوں اور مادّی ترقی کی مختلف جہات کے تذکرے میں البنین یعنی اولاد و احفاد کو مادّی ترقی کی ایک علامت کے طور پر بیان کرتے ہوئے اسے انسان کو فطری طور پر مرغوب مادّی اشیاے وسائل میں سے ایک قرار دیا گیا ہے۔[۲]

بلکہ سونے چاندی کے ڈھیروں، بھرے ہوئے خزانوں اور دیگر مادّی مرغوبات پر خواتین واولاد کا ترجیحاً تذکرہ اس بات کا ثبوت ہے کہ عورتیں اور بچے (یعنی آبادی) حیاتِ دنیوی کی (مادّی) ترقی کا ایک اہم مظہر ہیں۔ جبکہ رسولِ رحمت ﷺ کے مطابق حیاتِ اُخروی میں بھی انسان کے اعمال منقطع ہو جانے کے باوجود جو تین چیزیں انسان (کو ترقی اور عروج کی منزل تک لے جانے) کے لئے فائدہ پہنچاتی رہتی ہیں، نیک اولاد و احفاد ان میں سے ایک ہیں۔[۳]

گویا اسلام کے دوحیاتی تصورِ ترقی وفلاح میں اولاد و آبادی، نہ صرف یہ کہ ترقی کے مظاہر میں سے ایک ہے، بلکہ حصولِ منزل کا ایک اہم ذریعہ بھی ہے۔

www.KitaboSunnat.com

'آبادی' معاشی ترقی میں بنیادی حیثیت کی حامل ہے!

اسلامی نقطہ نظر سے قطع نظر، اگر خالص مادّی اور معاشی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو بھی آبادی، بنیادی معاشی عوامل ومظاہر میں سے ایک ہے۔ معاشیات کی رو سے پیداوار کے تین عامل تسلیم کئے جاتے ہیں۔ زمین، سرمایہ، اورافرادی قوت۔ زمین اور سرمایہ دونوں مادّی وسائل ہیں۔ گویا مادّی وسائل (Material Resources) اور انسانی وسائل یعنی افرادی قوت (Human Resources) ہی وہ دو بنیادی عوامل ہیں جن پر انفرادی واجتماعی معاشی ترقی کا انحصار ہے۔ 'انفارمیشن پروجیکٹ فارافریقہ' کے تحت امریکہ سے ۱۹۹۵ء میں چھپنے والی کتاب[۴] Power, Politics and Population controle: Excessive Force کی مؤلفہ ایلزبتھ لیاگن (Elizabeth Liagin) نے مختلف تجزیوں کے بعد ثابت کیا ہے کہ گزشتہ دو تین صدیوں میں جس دوران مغربی یورپ اور امریکہ نے پائیدار ترقی اور خوشحالی کی منازل طے کی ہیں، ان کی آبادی میں شرحِ اضافہ آج کے کچھ ترقی پذیر ممالک کی آبادی میں شرح اضافہ سے بھی زیادہ تھی اور ان کی اس ترقی میں بڑھتی آبادی اور افرادی قوت نے نہایت اہم کردار ادا کیا ہے۔ لیاگن امریکی ترقی کی تاریخ کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھتی ہے:

> "۱۷۹۰ء اور ۱۸۴۰ء کے درمیان پچاس برسوں میں امریکی آبادی ۴ملین سے بڑھ کر اندازاً ۱۸ ملین ہوئی۔ یہ تقریباً پانچ گنا اضافہ ہے۔ تین دہائیاں بعد یعنی ۱۸۷۰ء میں یہ آبادی مزید دوگنی سے بھی زیادہ یعنی ۳۸.۵ ملین تھی۔ اگلے دس برسوں میں یعنی ۱۸۷۰ء اور ۱۸۸۰ء کے درمیان ۳۷ فی صد اور اضافہ ہوا اور آبادی ۵۰ ملین سے زیادہ ہوگئی۔ صدی اختتام کو پہنچی تو امریکی آبادی ۷۶ ملین تھی۔ یہ صرف ایک صدی میں پندرہ گناہ اضافہ ہے۔
>
> اس کے بعد ۱۹۰۰ء سے ۱۹۴۰ء کے درمیان چالیس سالوں میں امریکی آبادی میں شرحِ افزائش آج کے بہت سے ترقی پذیر ممالک سے اونچی تھی اور اس کے نتیجے میں ۵۶ ملین اضافہ ہوا۔ بیسویں صدی کے نصف اوّل کے دوران امریکہ میں آبادی کی اوسط شرحِ نمو ۳ فی صد تھی۔ یہی وہ عرصہ ہے جب امریکہ نے اپنی پیداواریت (Productivity) اور دنیا میں اپنے مقام ومرتبہ میں بے حد مؤثر اضافہ کیا۔"[۵]

www.KitaboSunnat.com

ایک اور مغربی تجزیہ نگار پال کینیڈی (Paul Kennedy) دنیا کی آبادی کے ایک معاشی سروے کا حوالہ دیتے ہوئے تحریر کرتا ہے کہ

''یہ یورپ کا صنعتی انقلاب تھا جس نے اس کے پہلو بہ پہلو آبادی کے عظیم اضافہ کو سہارا دیے رکھا اور رسل ورسائل اور فوجی اسلحہ کی ترقی یافتہ شکل پیدا کی اور اس طرح براعظم (یورپ) کو باقی دنیا پر ہلہ بولنے پر اکسایا۔ ۱۸۴۶ء اور ۱۸۹۰ء کے درمیان یورپ سے نقل مکانی کرنے والوں کی اوسط سالانہ تعداد ۳۷۷۰۰۰ تھی۔ لیکن ۱۸۹۱ء اور ۱۹۱۰ء کے عرصہ میں یہ اوسط تعداد ۹۱۱۰۰۰ سالانہ تک جا پہنچی۔ درحقیقت ۱۸۴۶ء سے ۱۹۳۰ء تک کے عرصے میں پانچ کروڑ سے زیادہ یورپی نئی زندگی کی تلاش میں سمندر پار گئے۔ چونکہ خود یورپ کے اندر بھی اس عرصہ میں آبادی بڑھ رہی تھی، اس لئے دنیا میں اس کی آبادی کا تناسب بتدریج بڑھتا گیا۔ ایک اندازے کے مطابق قفقازی آبادی ۱۸۰۰ء میں نوعِ انسانی کا ۲۲ فی صد تھی اور ۱۹۳۰ء میں ۳۵ فی صد۔ یہ اس منظر کی وہ آبادیاتی بنیاد تھی جسے بعد ازاں 'مغربیت کا عالمی انقلاب' کا نام ملنا تھا۔ قطع نظر اس بات کے کہ باقی دنیا کو یہ بات پسند تھی یا نہ تھی، وہ مجبور تھی کہ مغربی انسان کی توسیع، اس کی پالیسیوں، تصورات اور اقتصادیات کو قبول کیا جائے۔ ان میں سے بہت سی آبادیاں تو یورپی آبادکاروں (immigrants) کے براہِ راست سیاسی کنٹرول میں آگئیں۔[6]''

گویا یورپ اور امریکہ کی صنعتی اور مادّی ترقی کا سب سے بڑا سبب آبادی اور افرادی قوت میں اضافہ ہے۔ جو کہ ماہرین معاشیات کے نزدیک اہم پیداواری عامل اور انسانی ترقی کے لیے لازم ہے۔ عددی غلبہ وقوت کو مادّی ترقی اور صنعتی طاقت کا اہم معاشی عامل قرار دیتے ہوئے ایک اور مغربی مفکر یوں تجزیہ پیش کرتا ہے کہ

''یہ حقیقت، جسے 'آبادیاتی مرحلہ' کے نام سے جانا جاتا ہے، ایک قوم کی طاقت کو نمایاں طور پر متاثر کرتی ہے۔ صنعتی پیش رفت آبادی میں اضافے کا سبب بنتی ہے اور یہ زیادہ آبادی مزید صنعتی پھیلاؤ کا ذریعہ بن سکتی ہے[7]۔''

عالمی بنک (World Bank) کی ۱۹۹۰ء کی 'ڈویلپمنٹ رپورٹ' میں بھی آبادی میں اضافہ کو اقتصادی ترقی کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے۔ رپورٹ بتاتی ہے کہ

www.KitaboSunnat.com

''اگرچہ فوری طور پر آبادی میں اضافہ کا نتیجہ کم فی کس شرح آمدنی کی صورت میں ظاہر ہونا ایک معلوم حقیقت ہے۔لیکن پیداواری کارکنوں کی زیادہ بڑی تعداد دور رس اثر کے طور پر شرحِ آمدنی کو تیزی سے بڑھا بھی سکتی ہے۔ یہ دلیل بھی دی جاسکتی ہے، بالخصوص مغرب میں کہ بعض ممالک کو اپنی موجودہ اقتصادی ترقی کی رفتار کا ساتھ دینے کے لیے زیادہ تیز اور اونچی شرح آبادی کی ضرورت ہے۔ کام کرنیوالی افرادی قوت میں تیز اضافے کا لازمی نتیجہ بے روزگاری اور غربت نہیں ہوا کرتا۔ اگر سرمایہ کاری کافی ہو رہی ہو تو وسعت پذیر معیشت نہ صرف اضافی مزدور قوت کو کھپا سکتی ہے بلکہ ہوسکتا ہے کہ اسی اضافی قوت پر اس کا انحصار ہو۔''[۸]

پال کنیڈی (Paul Kennedy) اپنی کتاب میں آبادی میں اضافے کے سیاسی مضمرات کا تجزیہ کرتے ہوئے واضح کرتا ہے کہ

''ماضی اور مستقبل کے عالمی سیاسی مسائل اور ان کے حل میں آبادی کی بڑھتی ہوئی شرح کا بنیادی کردار ہے۔ اس کے خیال میں جنوبی افریقہ میں نسلی امتیاز کی پالیسی ترک کرنے کے فیصلے میں بھی آبادی ہی کا اثر تھا کہ سفید آبادی جو کبھی ملکی آبادی کا پانچواں حصہ ہوا کرتی تھی، مسلسل کم ہوتے ہوئے ۱۹۸۰ء کی دہائی کی ابتدا میں ساتویں حصہ تک رہ گئی تھی اور اس کے خیال میں ۲۰۲۰ء تک یہ سفید آبادی، ملکی آبادی کا گیارہواں حصہ رہ جائے گی۔''[۹]

ایک اور مغربی تجزیہ نگار چیمبرلین (Chamberlain) مالتھس کے نظریۂ آبادی کا جائزہ لیتے ہوئے نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ

''آبادی اور خاص طور پر نوجوان آبادی، تبدیلی اور انقلاب کی طاقت اور دباؤ کی قوت ہوتی ہے اور مستقبل میں عالمی تبدیلیوں کا باعث آبادی کی ہی قوت ہوگی۔''[۱۰]

فرانس کے قومی مرکز برائے مطالعہ آبادی کے سربراہ ژاں کلاڈ چیسنائس (Jean Claude Chesnais) نے بھی ۱۹۹۰ء میں شائع ہونے والے اپنے ایک مضمون میں ''اگلی چند دہائیوں میں دنیا کے سیاسی جغرافیے کی تبدیلی کا سبب اور اقوام کی طاقت کا مظہر زیادہ شرحِ آبادی کو قرار دیا ہے۔ اس کے خیال میں بڑی طاقتیں اپنی کم شرح آبادی کے نتیجے میں زوال کا شکار ہو جائیں گی۔''[۱۱]

امریکی ایجنسی سی آئی اے (CIA) کی ۱۹۷۷ء اور ۱۹۹۵ء کی رپورٹس میں بھی مستقبل کے

www.KitaboSunnat.com

عالمی سیاسی منظرنامے کا باعث دنیا کی آبادی کی شرحِ نمو کو ہی قرار دیا گیا ہے۔ ان رپورٹس کے مطابق ''آنے والے دور میں بین الاقوامی اقتصادی تعلقات اور اقتصادی و سیاسی ترقی کا انحصار آبادی کی بڑھتی ہوئی شرح پر ہوگا اور یہی بین الاقوامی اُمور میں اختیارات کی از سرنو تقسیم کی بنیاد ہوگی۔''[۱۲]

ان تجزیوں کے مطابق مستقبل میں ترقی اور غلبے کا انحصار چونکہ آبادی میں اضافے پر ہوگا، لہٰذا امریکی سینٹرل انٹیلی جنس ایجنسی نے ۱۹۹۰ء میں 'نوجوانوں کی قلت' (Youth Deficits) کے عنوان سے ایک رپورٹ شائع کی ہے۔ جس میں امریکہ کی کم شرح آبادی پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے یہ خدشہ ظاہر کیا گیا ہے کہ آئندہ چند برسوں میں ۱۵ سے ۲۴ برس کی عمر کی آبادی میں شدید کمی واقع ہو جائے گی۔ رپورٹ کے مطابق اس عمر کے افراد کی خصوصی اہمیت ہے کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جو نئی کام کرنے والی قوت بنتے ہیں اور اسی پر معاشی ترقی کا انحصار ہوتا ہے۔ سی آئی اے (CIA) کے تجزیہ کے مطابق ۱۹۸۰ء تک ۵ ملین سے زیادہ آبادی کا کوئی ملک ایسا نہ تھا جسے نوجوانوں کی کمی کا سامنا ہو۔ لیکن ۱۹۹۰ء تک تقریباً ۱۵ ممالک میں نوجوان آبادی میں کمی واقع ہوچکی تھی، جو کہ ایک اندازے کے مطابق سال ۲۰۱۰ء تک کم ازکم ۲۹ ممالک میں نوجوانوں کی کمی ہوگی، ان میں تقریباً سبھی صنعتی ممالک اور بعض اہم ترقی پذیر ممالک شامل ہوں گے۔[۱۳]

امریکن انٹرپرائز انسٹیٹیوٹ واشنگٹن ڈی سی کے ایک سکالر ویٹن برگ (Wattenberg) شرحِ آبادی کا تجزیہ کرتے ہوئے اپنی کتاب 'قحط الاطفال' (The Birth Dearth) میں زیادہ آبادی کو ہی دنیا پر مغربی غلبے کی بنیاد قرار دیتا ہے۔ اس کے خیال میں

> ''مغرب کا دنیا پر غلبہ اس وقت ہوا جب اس کا حصہ دنیا کی آبادی میں تقریباً ۲۲ فی صد تھا جو ۱۹۸۷ء تک ۱۵ فی صد رہ گیا تھا لیکن مغرب کا غلبہ اب بھی موجود ہے۔ لیکن جب ۲۰۲۵ء میں مغربی آبادی دنیا کی آبادی کا ۹ فی صد سے بھی کم رہ جائیگی اور ۲۱۰۰ء میں صرف ۵ فی صد رہ جائے گی، تو اس وقت کی عظیم طاقتیں (Super Powers) تیسری دنیا کی اقوام ہوں گی جن کو اس وقت آبادیاتی فوقیت حاصل ہوگی۔''[۱۴]

www.KitaboSunnat.com

امریکہ کے سابق صدارتی امیدوار اور مفکر پیٹرک جے بکینن (Patrick J. Buchanan) نے آبادیاتی عامل کے مختلف النوع اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے اپنی کتاب "The Death of the West" میں مغربی اقوام کی کم شرحِ آبادی کو ان کی 'موت' قرار دیا ہے۔ اور جرمنی، اٹلی، روس، انگلستان، امریکہ اور دیگر ممالک کی گھٹتی ہوئی آبادی کو ان کی معاشی ترقی اور سیاسی غلبے کے لیے شدید ترین خطرہ قرار دیا ہے۔ اس کے خیال میں سال ۲۰۵۰ء تک یہ ترقی یافتہ اقوام اقلیتوں میں بدل چکی ہوں گی اور ان کی جگہ افریقی، ایشیائی اور لاطینی امریکی اقوام اپنی آبادی کی زیادہ شرح کی بنیاد پر غلبہ حاصل کر چکی ہوں گی۔ وہ لکھتا ہے کہ

> ''ایک اندازے کے مطابق آئس لینڈ (Iceland) سے روس (Russia) تک ۴۷ یورپی اقوام کی آبادی جو کہ سال ۲۰۰۰ء میں ۷۲۸ ملین تھی، ۲۰۵۰ء میں صرف ۵۵۶ ملین رہ جائے گی۔ اس کے خیال میں ۵۲-۱۳۴۷ء کے سیاہ طاعون (Black Plague) کے بعد تاریخ کا یہ سب سے بڑا انسانی دھچکا ہے۔''[۱۵]

وہ مزید لکھتا ہے کہ اوسط عمر میں اضافہ کے سبب ترقی یافتہ اقوام میں آئندہ چند دہائیوں میں باپ دادا کی صورت میں بوڑھے تو موجود ہونگے لیکن ان کو معاشی طور پر سنبھالا دینے کے لئے نوجوان نسل کا فقدان ہوگا جس کے نتیجے میں شدید معاشی بحران پیدا ہوجائے گا۔ وہ سوال کرتا ہے کہ اس سکڑتی ہوئی آبادی میں بقا کا کیا راستہ اختیار کیا جا سکتا ہے؟ پھر کہتا ہے کہ اگر یورپ کو اس سوال کا جواب جلد نہ ملا تو یورپ کی موت واقع ہو جائے گی۔[۱۶]

اس زوال کا سبب اس کے خیال میں مغرب میں خاندانی نظام کی تباہی اور کم شرح آبادی کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ خاندانی نظام اور مغربی زوال کے بارے میں اسی سے ملتا جلتا تجزیہ ایک اور مغربی مفکر ولیم جے بینٹ (William J. Benett) نے اپنی کتاب The Broken Hearth میں کیا ہے۔[۱۷]

برنارڈ لیوس (Bernard Lewis) نے اپنی کتاب "The Crises of Islam" میں، اور ھنٹنگٹن (Huntington) نے "The Clash of Civilizations" میں بھی مستقبل کے منظر نامے میں آبادی کے کردار کے بارے میں اسی طرح کا تجزیہ پیش کیا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

روزنامہ ڈان کراچی کی یکم مئی ۲۰۰۵ء کی اشاعت میں ایک جاپانی کالم نگار نے جاپانی آبادی کی کم شرح پیدائش کو جاپانی معیشت اور اس کی صنعتی ترقی کے لئے شدید خطرہ قرار دیا ہے۔ اقوامِ متحدہ کے ایک تجزیے کے حوالے سے کالم نگار لکھتا ہے کہ جاپان کی آبادی جو ۲۰۰۴ء میں ۱۲۷ملین ہے، ۲۰۵۰ء میں ۱۰۹ ملین رہ جائیگی جن میں ایک بہت بڑی تعداد بوڑھوں کی ہوگی۔ جبکہ معاشی جدوجہد کرنے والوں کی تعداد بہت کم رہ جائے گی۔ جس سے جاپانی معیشت اور صنعت کو شدید خطرہ لاحق ہے۔ اس خطرے کو محسوس کرتے ہوئے جاپانی وزارتِ انصاف نے ایک بڑی تعداد میں افرادی قوت درآمد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔[۱۸]

ایشیائی آبادی کے بارے میں اسی قسم کا ایک تجزیہ ایک اور غیر ملکی کالم نگار مروان میکن مارکر (Marwaan Macan Markar) نے روزنامہ ڈان کی اس اشاعت میں شائع ہونے والے اپنے کالم میں کیا ہے۔[۱۹]

یہ تمام تجزیے اس حقیقت کا بین ثبوت ہیں کہ مادّی ترقی اور صنعتی غلبہ آبادی میں اضافہ کے بغیر ترقی ممکن نہیں۔ اور آبادی کی بلند شرحِ نمو انفرادی و اجتماعی معاشی ترقی کے لئے ہمیشہ سے ایک لازمی عامل کے طور پر کردار ادا کرتی آئی ہے۔ مستقبل میں بھی ترقی اور غلبے کا فیصلہ اسی بنیاد پر ہونا یقینی امر ہے۔ اس حقیقت کا مکمل ادراک اور احساس رکھنے کے باوجود ترقی یافتہ اقوام اپنی آبادی میں مطلوبہ اضافہ کرنے سے اس لیے قاصر ہیں کہ خاندانی نظام کی تباہی، آزاد جنسی ماحول، جدید معاشرتی رجحانات، نئے اخلاقی معیارات، اور اس نوع کے دیگر بے شمار اسباب کی بنا پر ترقی یافتہ معاشروں کی 'آزاد' عورت سے معاشرتی بندھنوں کی پابند ہوکر اضافہ آبادی کے لئے کسی مؤثر کردار کی توقع نہیں کی جاسکتی ہے۔

اگر بالفرض معاشرتی واخلاقی ماحول میں تبدیلی کی کوشش کے ذریعے کوئی مثبت لائحہ عمل اپنا بھی لیا جائے تو بھی تیسری دنیا کی بڑھتی ہوئی آبادی کا مقابلہ کرنا ترقی یافتہ معاشروں کے لیے ممکن نہیں۔ لہٰذا سالہا سال کے تجزیوں اور اعدادوشمار کے حسابات کے بعد بڑی طاقتیں اس نتیجہ پر پہنچی ہیں کہ اپنے معاشروں میں اضافہ آبادی کی ترغیبات کے اعلانات کے ساتھ ساتھ

www.KitaboSunnat.com

تیسری دنیا کی اقوام میں شرحِ آبادی میں اضافہ کو روکنے کے لئے مؤثر پالیسی کے تحت مربوط جدوجہد کی جائے، تاکہ ہر دوطرح کی کوششوں کے ذریعے اس دھاکہ آبادی (Population Explosion) سے اپنی صنعتی مادّی ترقی کا تحفظ اور سیاسی غلبے کی بقا ممکن ہو۔ چنانچہ ایک امریکی بااختیار ادارے کا سکالر ویٹن برگ (Wattenberg) اس حقیقت کا ادراک واظہار کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ اگر مغرب کی تولیدی صلاحیت (Fertility) اگلی دہائیوں میں واپس اپنی عوضی سطح (Replacemat) تک زیادہ ہو بھی جائے، تب بھی تیسری دنیا کی آبادی آج کے مقابلے میں دنیا کی آبادی کا بڑا حصہ ہو گی اور تیسری دنیا کے یہی ممالک نسبتاً زیادہ خوشحال اور طاقتور بھی ہوں گے۔[۲۰]

یہ امکان وتجزیہ مغربی مفکرین اور ان کی حکومتوں کے پالیسی ساز اداروں کو اس کوشش پر مجبور کرتا ہے کہ وہ عالمی معاشی اداروں اور مختلف ترغیبات وترہیبات کے ذریعے تیسری دنیا میں تحدیدِ آبادی کی تحریک مؤثر طریقے سے جاری رکھیں اور اپنے مطلوبہ اہداف کے موہوم امکان کو یقینی بنانے کے لئے سرگرم عمل رہیں۔ مثلاً امریکی پاپولیشن کونسل کے مرکز برائے پالیسی سٹڈیز کے ایک ورکنگ پیپر میں، جو ۱۹۸۲ء میں شائع ہوا، آبادیوں کی شرحِ نمو کے فرق کا تجزیہ کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ غلبے اور ترقی کے توازن میں اس امکانی تبدیلی کے آگے بند باندھنے کے لئے 'مؤثر اقدامات' بہت ضروری ہیں۔[۲۱]

مذکورہ بالا ورکنگ پیپر اور اس طرح کی مختلف رپورٹس کا تذکرہ کرتے ہوئے ایلزبتھ لیاگن (Alizabeth Liagin) لکھتی ہیں کہ

> ''اس بات کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ جن گروہوں کی تولیدی شرح مسلسل نیچے آرہی ہے (یعنی یورپی نسل کے افراد)، اُنہیں سمجھایا جارہا ہے کہ ایشیائی، افریقی، عرب اور لاطینی امریکی قوموں کے ہاتھوں ان کا 'مکمل صفایا' قضائے مبرم ہے۔ ہاں اگر شعوری کوشش کی جائے کہ یہ میلان اور روش بدلے، تب شاید ایسا نہ ہو۔''[۲۲]

گویا یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ آبادی (میں اضافہ) ایک بہت بڑا معاشی عامل ہے۔ جو مادّی ترقی اور سیاسی غلبے کے لئے مسلمہ طور پر ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ لہٰذا یسا

www.KitaboSunnat.com

عامل جو ترقی کا بہت بڑا ذریعہ (Resource) ہو، جس سے قوم کا روشن مستقبل وابستہ ہو، جس سے قومی اور ملی کامیابی اور عروج وترقی کی راہیں کھلتی ہوں، اس کی تحدید کی تحریک کسی بھی قوم کے لئے کسی بھی سطح پر مفید کیونکر ہوسکتی ہے۔ مادّی وسائل (Material Resources) کی طرح انسانی وسائل (Human Resources) کی وسعت اور توسیع ہی انسانیت اور ملک وملت کے لئے کامیابی وترقی کا پیغام ثابت ہوسکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کائنات کے سب سے عظیم دانا وحکیم اور محسن انسانیت رسول اکرم ﷺ نے آبادی میں توسیع کو خاندانی نظام کی بنیادی حکمت قرار دیتے ہوئے کثرتِ اُمت کو اپنی ذات عالی مقام کے لئے باعث فخر بتایا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد اقدس ہے:

« تزوجوا الودود الولود فإني مكاثر بكم الأمم »[۴۳]

''محبت کرنے والی اور کثرتِ اولاد (کی صلاحیت) والی عورت سے شادی کرو کیونکہ میں تمہاری کثرت کے سبب دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔''

اُصولی اعتبار سے مادّی وسائل (Material Resources) اور انسانی وسائل (Human Resources) میں اگر عدمِ توازن پیدا ہو جائے تو یہ توازن پورا کرنے کے لئے کم وسائل کو زیادہ اور منظّم کرنے کی بجائے زیادہ وسائل کو کم کرنا، منفی اندازِ فکر (Negative approach) اور قنوطیت (Passimism) کے رویے کی عکاسی کرتا ہے۔ ایسا طرزِ فکر وعمل کبھی ترقی وعروج کے لیے معاون ثابت نہیں ہوا کرتا۔ دنیا میں فقط وہی اقوام ترقی و غلبے کی منازل حاصل کرتی ہیں جو مثبت طرزِ فکر (Positive approach) کو اپناتے ہوئے پورے تیقن اور اُمید (Optimism) کے ساتھ مثبت انداز میں جدو جہد کریں۔ یہی مشورہ امریکی تجزیہ نگار ایلز بتھ لیاگن آبادی اور ترقی سے متعلق مختلف تجزیوں کے بعد ترقی پذیر ممالک کو دیتی ہے اور اس مثبت طرزِ عمل کے نتیجے میں روشن مستقبل کی نوید سناتی ہے کہ ترقی پذیر ممالک، جن پر آبادی کی کمی کے لیے مسلسل دباؤ ڈالا جارہا ہے، بہتر ہوگا کہ وہ اس ساری صورتِ حال کو مدنظر رکھیں۔ غریب ترین ممالک کو بھی، زیادہ آبادی سے فائدہ ہی پہنچے گا۔ جیسا کہ سی ایس آئی ایس (Center for Strategic and International Studies) کے

www.KitaboSunnat.com

تعارفی کتابچہ میں درج ہے کہ دنیا بھر میں شرح آبادی کی تبدیلی کا عمل

”اب محض قیاس نہیں رہا۔ یہ ایک ایسا انقلاب ہے جسے ہر حال میں آنا ہے اور جب یہ انقلاب آئے گا تو کوئی چیز بھی سابقہ حالت میں نہیں رہے گی۔“[۴۴]

وسائل و آبادی کے توازن کے معاملے میں مثبت طور پر جہاں مادّی وسائل کی تنظیم و ترتیب کر کے اُنہیں تمام لوگوں کی ضروریات کے مطابق بنایا جا سکتا ہے، وہاں انسانی وسائل یعنی افرادی قوت کو مفید بنا کر معاشی ترقی اور سیاسی کامیابیوں کے لئے استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔ تحدید آبادی کی تحریک پر وسائل خرچ کرنے کی بجائے انہی وسائل سے مختلف عملی میدانوں میں افراد کی تربیت کا بندوبست کیا جاسکتا ہے۔ پھر ان تربیت یافتہ افراد کو صنعتی دنیا میں بھیج کر، جہاں آبادی خطرناک حد تک کم ہو چکی ہے، بہترین زرِمبادلہ حاصل کرنے کے روشن امکانات موجود ہیں۔ اس طرح افراد کی ترقی کے ساتھ ساتھ قومی ترقی اور ملکی استحکام کو یقینی بنایا جاسکتا ہے۔ وگرنہ اگر تحدیدِ آبادی کی موجودہ تحریک کو جاری رکھا گیا تو شریعت ِاسلامیہ کے مطابق یہ منفی طرزِ عمل نتائج کے اعتبار سے کبھی مفید ثابت نہیں ہوسکتا اور وسائل کے ضیاع کے سوا کسی ہدف کا حصول ممکن نہیں۔ کیونکہ آبادی میں اضافہ کا تعلق ان الٰہیاتی امور سے ہے جن کو انسانی کاوش سے روک لینا ممکن نہیں۔ رسول اکرم ﷺ سے جب 'عزل' کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا:

«إذا أراد الله خلق شيئ لم يمنعه شيئ »[۴۵]

”جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کو پیدا کرنے کا ارادہ کرلے تو اسے (کائنات کی) کوئی چیز اس سے روک نہیں سکتی۔“

اسی طرح ایک اور حدیث کے مطابق جب آپؐ سے یہی سوال پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا:

«مامن نسمة كائنة إلى يوم القيامة إلا وهي كائنة »[۴۶]

”(عزل کرو یا نہ کرو) جو روح قیامت تک پیدا ہونے والی ہے، ہرصورت میں پیدا ہو کر ہی رہے گی۔“

اس کا مطلب یہ ہے کہ مانع حمل وسائل وذرائع بڑھا لینے کے باوجود مطلوبہ نتائج کا

www.KitaboSunnat.com

حصول ممکن نہیں۔ لہٰذا تحدیدِ آبادی کی بے نتیجہ تحریک پر خطیر وسائل صرف کرنے کی بجائے اُنہیں آبادی کی فلاح و بہبود اور تعلیم و تربیت پر خرچ کر کے ملک و ملت کی ترقی میں کردار ادا کرنا چاہیے۔ مسلمان اگر اپنے آقائے دو جہاں ﷺ کی ناموس و عزت اور مفاخرتِ اُمم کے لئے آبادی کی توسیع کی تحریک چلا کر تقاضاے ایمانی پورا نہیں کر سکتے تو کم از کم مادّی وسائل کا رونا روتے ہوئے، تحدیدِ آبادی کی تحریک میں اپنا حصہ ڈال کر خالق و مالک کی ناراضگی کو دعوت تو نہ دیں۔ جس نے اگر ناراض ہو کر موجودہ وسائل رزق بھی ختم کر دیے تو اس کا چیلنج ہے کہ پھر رزق کے ذرائع اور مادّی وسائل کہاں سے لاؤ گے۔ فرمایا:

﴿ أَمَّنْ هَـٰذَا الَّذِي يَرْزُقُكُمْ إِنْ أَمْسَكَ رِزْقَهُ ۚ بَل لَّجُّوا فِي عُتُوٍّ وَنُفُورٍ ﴾

''اگر اللہ تعالیٰ اپنے وسائل رزق روک لے تو بتاؤ کون ہے جو تمہیں یہ وسائل رزق مہیا کرے گا۔ بلکہ یہ لوگ تو سرکشی اور بغاوت پر اَڑے ہوئے ہیں۔'' (۴۷)

اس آیتِ کریمہ کے مطابق مادّی وسائل اور معاملاتِ رزق سے متعلق اس قرآنی سوال اور اس سلسلے میں فرامین رسول ﷺ پر کان نہ دھرنا، سرکشی و بغاوت کا رویہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسے رویے اور اطوار و انداز سے محفوظ فرمائے۔ اللھم وفقنا لما تحب و ترضی

حوالہ جات

① آل عمران:۱۴ ② ایضاً:۱۴ ﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ﴾

③ إن رسول الله ﷺ قال: « إذا مات الانسان انقطع عنه عمله إلا من ثلاثة إلا من صدقة جارية أو علم ينتفع به أو ولد صالح يد عوله» (صحیح مسلم: رقم ۱۶۳۱)

④ ۲۰۰۲ء میں انسٹیٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز اسلام آباد نے اس کتاب کو اُردو ترجمے کے ساتھ شائع کیا ہے۔

⑤ ایلزبتھ لیاگن، کتاب مذکور (ترجمہ)، ص ۷

⑥ Paul Kennedy, Preparing for the twenty first century,New York 1993, P: 42

⑦ John G. Stoessinger, the Might of Nations: World Politics in ur time rev. ed., New York, 1965, P: 20

⑧ World Bank, " World Development Report 1990",Oxford 1990, : 82

⑨ Prepairing for the twenty first century ,P:40

⑩ Neil W. Chamberlain, Beyond Malthus: Population and power, New York & London 1970, P: 54,55.

www.KitaboSunnat.com

⑪ Jean Claude Chesnais, " The Africanization of Europe", The American Enterprise Institute, no. 3, (May/June 1990) P:24

⑫ Central Intelligence Agency," Political Perspectives on Key Global Issues", March 1977 (Jan, 1995) P:4

⑬ Central Intelligence Agency, Youth Deficits: An emerging population problem, Aug. 1990, (Dec 1990) P: 801-807

⑭ Ben Wattenberg, The Birth Dearth, New York 1987, P:97,98

⑮ Patrick J, Buchanan, The Death of the West: How dying populations and immigrant invasions imperil our country and civilization, New York 2002, P:2

⑯ Ibid, P:218

⑰ William J. Bennett, The Broken Hearth: Reversing the moral ollaps of the American family, New York 2002.

⑱ Suvendrini Kakuchi, Old Japanese make way for unskilled oreign workers, The daily Dawn Karachi, May 1,2005, P:14

⑲ Marwaan Macan-Markar, Fast growth in Asia's old generation orries experts, The daily Dawn Karachi, May 1,2005 P:14

⑳ Ben Wattenberg, The Birth Dearth, New York 1987, P:97

㉑ Paul Demeny, " International Aspects of Population Policies" y the Population Council, Centre for policy studies, working paper No.80, New York 1982, P:8

㉒ ایلزبتھ لیا گن، خاندانی منصوبہ بندی: طاقت، سیاست اور مفادات کا عالمی کھیل (ترجمہ)، انسٹیٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز اسلام آباد، ۲۰۰۲ء، ص: ۵۵

㉓ سنن نسائی: حدیث نمبر ۳۲۲۷

㉔ ایلزبتھ لیا گن، بے اولاد مغرب: شرحِ آبادی میں تنزل اور معاشی زوال، ماہنامہ ترجمان القرآن لاہور، جون ۲۰۰۱ء، ص ۵۵

㉕ صحیح مسلم: ۱۴۳۸

㉖ صحیح بخاری: ۲۵۴۲

㉗ القرآن الکریم، الملک: ۲۱

اطلاع برائے قارئین

’محدث‘ میں گذشتہ ماہ ’فیملی پلاننگ سے مغربی مفادات‘ کے نام سے محترمہ عطیہ انعام الٰہی صاحبہ کا جو مضمون شائع ہوا تھا، اس کی تیاری میں لاہور سے شائع ہونے والے ’بیدار ڈائجسٹ‘ کی رپورٹوں سے بطورِ خاص مدد لی گئی تھی۔ یہ مضامین اس ڈائجسٹ کے مدیر جناب ملک احمد سرور نے تحریر کیے ہیں۔ مزید تفصیل کے خواہش منداس ڈائجسٹ کی طرف رجوع کریں۔

www.KitaboSunnat.com